القلم

Al-Qalam

p-ISSN: 2071-8683, e-ISSN: 2707-0077

Volume:01, Issue:2, 2022, pp. 107-123

سیرت نگاری میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کی خدمات

The Contribution of Maulana Ashraf Ali Thanvi's (R.A.) in Seerah Writing

Dr. Abdul Raouf Usmani ***(corresponding Author)***

Visiting Lecturer, Department of Gender Studies,

Unviersity of the Punjab, Lahore.

Email: qaziusmani33@gmail.com

Dr. Muhammad Abdullah

Professor, Sheikh Zayed Islamic Centre,

University of the Punjab, Lahore.

KEYWORDS

Blessings, following the Sunnah, virtues of the Prophet ﷺ, guiding, principles, ummah, seerah.

Date of Publication: 29-12-2022

ABSTRACT

Maulana Ashraf Ali Thanvi (1863 - 1943) is a well-known Sufi sage of the Indian subcontinent. Whose services are prominent in various fields of Islamic sciences such as Tafsir, hadith, jurisprudence, Sufism and also in Seerah writing. In his permanent books Seerat Nashaar al-Tayyeeb fi Zikr al-Nabi al-Habib (PBUH) and Kasrat-ul-Azwaj-li-Saheb al-Miraj, he has recorded blessed hadiths and incidents of his life on the style of jurisprudence. He has derived the guiding principles for the Muslim Ummah in the light of the blessed hadiths and events, so that it is easy for the Muslim Ummah to understand the Sunnah of Muhammad (PBUH) and follow it. His style of reasoning seems to be isolated from other biographers, that by explaining the aspects of the characterisation, the community can understand the principles of the religion along with the blessings and make every member of the community bound to follow the Sunnah. Along with the mention of the virtues of the Prophet (PBUH), he also emphasizes the deeds of the Prophet (PBUH), for example, he describes the acts of worship, morals, affairs and society, etc.

تمہید

نبی آخر الزمان ، فخر موجودات، سرکارِ دو عالم ﷺ سے مسلمانوں کی عقیدت و محبت ایمان کا تقاضا ہے۔ اس عقیدت و محبت کا اظہار اُمت کے مختلف طبقات مختلف انداز سے کرتے ہیں۔ علماء اور سیرت نگار تحقیقی اسلوب میں آپ کے حالات قلم بند کرتے ہیں۔ محدثین روایات کے تناظر میں سیرت طیبہ کا جائزہ لیتے ہیں۔ شعراء نعت کی صورت میں نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔ عوام الناس رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت کے حالات سن کر اور آپ ﷺ پر درود و سلام بھیج کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔ صوفیائے کرام بھی اپنے ذوق کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ کے ایسے والہانہ تذکرے مرتب کرتے ہیں جس سے عوام الناس کی اپنے آقا ﷺ سے محبت دوچند ہو جاتی ہے اور آپ ﷺ کے اخلاق و شمائل، عمل کا پیکر بن کر زندگیوں میں ڈھل جاتے ہیں۔ جس طرح نبی ﷺ کی ذاتِ اقدس اپنی صفات و خصوصیات میں یکتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی یہ خصوصیت بھی یگانہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات گرامی پر دنیا کی ہر زبان میں بالعموم اور عربی اور اردو میں بالخصوص جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں، صحت واستناد اور جامعیت کے ساتھ لکھی گئی ہیں۔ اُن کا عشر عشیر بھی، کسی اور نبی ﷺ پر کسی زبان میں نہیں لکھا گیا۔ ایسا ہی ایک خوب صورت تذکرہ مولانا اشرف علی تھانویؒ (۱۸۶۳ء۔۱۹۴۳ء) کی مستقل کتب سیرت نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ اور کثرۃ الازواج لصاحبِ المعراج سے بالخصوص اسی طرح تفسیر بیان القرآن اور ملفوظات و الخطبات میں سے سیرت کے چند پہلو بیان کیے جائیں قبل ازیں سیرت کے لفظی و لغوی معانی، اصطلاحی مفہوم اور برصغیر میں اُردو سیرت نگاری کی ابتداء کے حوالہ سے اجمالاً ذکر کیا جاتا ہے۔

"سیرۃٌ" کا لفظ "سَارَ یَسِیرُ یَسْراً" یعنی چلنا پھرنا کے ہیں۔

لغوی اعتبار سے کئی معنی ہیں، مثلاً رَوش، طریقہ، شکل وصورت، ہیئت(۱)

عادت و خصلت کو سیرت کہتے ہیں، علمائے اسلام کے نزدیک سیرت اس علم کا نام ہے جس میں ﷺ اور آپ کے صحابہ کی تاریخی زندگی سے بحث کی جائے جبکہ بعض علماء صرف پیغمبر ﷺ کی سوانح ہی کو سیرت کہتے ہیں۔(۲)

سیرۃ النبی ﷺ کا عام فائدہ یہ ہے کہ دنیا کے سامنے پیغمبرِ اسلام کی سوانح زندگی کو پیش کیا جائے تاکہ انصاف پسند طبائع اس کے مطالعہ سے یہ اندازہ کر سکیں کہ خدا کا پیغمبر اخلاقِ حسنہ، اوصافِ حمیدہ، علمی و عملی کمالات اور اصلاح عالم میں کیا درجہ رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنی امت کے لیے اپنے بعد کیا اُسوۂ حسنہ چھوڑا۔ اللہ رب العزت کا فرمان **لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُولِ اللهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ** (۳)(تمہارے لیے خدا کے پیغمبر ﷺ میں اُسوۂ حسنہ ہے)دوسری جگہ ارشاد ہے، **قُلِ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ**۔(۴)(اے محمد ﷺ کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو، خدا خود تم کو دوست بنالے گا) اس لیے ہر مسلمان کا فرض ہے کہ خدا کے اس پیغمبر کی سوانح حیات کا مطالعہ کرے کیونکہ آپ ﷺ کی محبت ہمارا ایمان، ان کا ذکر ہماری جان، ان کی سیرت ہماری فلاحِ دارین اور نجات ابدی کا باعث ہے۔(۵)

برصغیر میں اردو سیرت نگاری

برصغیر میں اردو سیرت نگاری کا آغاز میلاد ناموں کے عنوان سے ہوا ہے اس کے لئے مولود نامے، پیدائش نامے، ولادت نامے، پیغمبر نامے کی اصطلاحات بھی استعمال ہوئی ہیں، اسی نوع سے ملتی جلتی چند دوسری اصطلاحات کے حوالے سے بھی کچھ کتابچے نظم و نثر میں لکھے گئے، جن کے لیے معراج نامے، نور نامے، شمائل نامے، مبشرات نامے، ارشاد نامے، وفات نامے، درد نامے، حلیہ نامے اور معجزاتِ رسول کی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں۔(۶)

اتباع سنت کی اہمیت کے پیش نظر قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں سیرت کے مباحث کا بیان ہے۔ سیرت کے مختلف پہلوؤں کے مطابق مختلف رجحانات کی بنیاد پر سیرت نگاروں نے کتب سیرت تصنیف کیں۔ انگریزی میں سید امیر علی نے ایک محققانہ اور معرکۃ الارا کتاب "The Spirit of Islam" لکھ کر دین متین کی ایک بیش بہا خدمت انجام دی۔ اسی طرح پھر مولانا شبلی نے اردو میں سیرت پر ایک مستقل کتاب سیرۃ النبی ﷺ کے عنوان سے جنوری ۱۹۱۲ء کے رسالہ الندوہ میں ایک عظیم الشان تحریک یعنی آنحضرت ﷺ کی مفصل اور مستند سوانح مرتب کرنے کی تجویز، کے عنوان سے ایک اپیل شائع کی جس میں ایک مجلس تالیف سیرۃ نبوی کی ضرورت بتائی۔ مولانا نے نومبر ۱۹۱۴ء میں وقت وفات یہ اہم دینی خدمات اپنے لائق شاگرد و جانشین مولانا سید سلیمان ندوی کے سپرد کی۔ اور اسی طرح یکے بعد دیگرے عاشقان مصطفیٰ ﷺ نے اپنے نبی کی سیرت بیان کرنے میں کمی نہ رہنے دی۔(۷)

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ کی وجہ تسمیہ

مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنی تصنیف لطیف کا نام نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ تجویز کیا ہے جس کا مطلب ہے محبوبِ خدا، نبی اکرم ﷺ کے ذکر کی خوشبو، جو پورے ماحول اور فضا کو معطر کر دیتی ہے۔ مصنف نے یہ نام اس لیے دیا کہ انسان کے قلب و دماغ کو روحانی اور باطنی بالیدگی سرورِ عالم کے تذکرہ سے ہی مل سکتی ہے۔ نیز اس تذکرے کی برکت کو معاشرتی زندگی اور مسائل سے مربوط کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ کا خیال ہے کہ اُمت کو جب بھی ظاہری یا باطنی فتنوں سے واسطہ پڑا، اس نے سیرتِ رسول، مدائح نبوی اور صلاۃ و سلام کی طرف ہی رجوع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو پریشانیوں سے نجات دی۔(۸)

کتاب کے مآخذ و اسلوب

مؤلف نے مقدمہ میں کتاب کے مآخذ بھی تحریر کیے ہیں۔ ان میں مذکورہ بالا کتب کے علاوہ صحاحِ ستہ مع شمائلِ ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، سیرت ابنِ ہشام، تواریخ حبیب الہٰ از عنایت احمد کاکوروی، قصیدۂ بردہ از امام بوصیری، (جیسے مؤلف نے من القصیدہ سے تعبیر کیا ہے) الروض النظیف (جسے مؤلف نے من الروض سے تعبیر کیا ہے) علاوہ ازیں مولانا نے ایک عربی رسالہ شیم الحبیب از مفتی الٰہی بخش کاندھلوی (متوفیٰ ۱۲۴۵ھ) سے اس قدر استفادہ کیا ہے کہ بقول موصوف نشر الطیب کو اس رسالہ کا ترجمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔(۹) مصنف نے کتاب کو مقدمہ، اکتالیس فصول اور خاتمہ میں منقسم کیا ہے۔ مقدمہ میں کتاب لکھنے کی غرض و غایت اور محرکات پر کلام کیا ہے نیز کتاب کے اسلوب، مضامین پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ کتاب محض روایتی سیرت نگاری کے زمانی اسلوب پر مبنی نہیں ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ نبی اکرم ﷺ کی ذات و صفات سے لے کر شمائل و اخلاق تک اور سیرت کے جملہ

واقعات وحالات تک سبھی پہلوؤں کو انتہائی خوب صورتی کے ساتھ یکجا کر دیا ہے۔ موصوفؒ نے واقعہ یا حدیث ذکر کرنے کے بعد ان سے متعلقہ جو رہنما اصول مستنبط ہوتے ہیں اُن کو فوائد کی صورت میں بیان کیے ہیں روایات میں اختلاف کی صورت میں تطبیق کا طریقہ اختیار کرتے ہیں ان کا اسلوب عام روایتی سیرت نگاری جس میں عربی یا فارسی کی کتب کا محض اردو ترجمہ نقل کر دیا گیا ہے ان سے الگ تھلگ نظر آتا ہے موصوف کی سیرت نگاری حکمت و بصیرت اور فقیہانہ مزاج کی آئینہ دار ہے۔ ذیل میں چند ایک فصول سے روایات وواقعات سیرت کو بیان کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ کے بعض واقعات وقت ولادت شریفہ میں

محمد بن سعدؒ نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی ان میں سے عطاء اور ابن عباسؓ بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہیں کہ جب آپ یعنی نبی ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔ اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ اس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل دیکھے۔ حضور ﷺ نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے **رویا امی التی رأت** اور اس میں یہ بھی آپ کا ارشاد ہے۔ **وکذٰلک امهات الانبیآء یرین** یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی ہیں (۱۰)

ابو نعیم نے عبد الرحمن بن عوفؓ سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہیں وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور (موافق معمول بچوں کے) آپ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے رحمۃ اللہ (اے محمد ﷺ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہیں کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر میں نے آپ کو دودھ دیا (یعنی اپنا نہیں بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفاء کو کسی نے مرضعات میں ذکر نہیں کیا؛ اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ مجھ پر ایک تاریکی اور رعب اور زلزلہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہو گئے۔ سو میں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی کہ کہتا ہے کہ ان کو کہاں لے گئے تھے جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق کی طرف وہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل میں رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا پس اول اسلام لانے والوں میں ہوئی (۱۱)

زمانہ طفولیت کے بعض واقعات

محمد بن اسحاقؒ نے ثور بن یزیدؒ نے (شق صدر کے بعد کا واقعہ) مرفوعاً ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو سفید پوش شخصوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو ان کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو میں بھاری نکلا پھر اسی طرح سو ۱۰۰ کے ساتھ پھر ہزار کے ساتھ وزن کیا پھر کہا کہ بس کر۔ واللہ اگر ان کو ان کی تمام امت سے وزن کرو گے تب بھی یہی وزنی نکلیں گے۔ (۱۲)

شق صدر اور قلب اطہر کا دھلنا چار بار ہوا پہلی مرتبہ پانچ سال کی عمر میں، دوسری مرتبہ بعمر دس سال یہ صحرا میں ہوا تھا۔ تیسری بار وقت بعثت کے بماہِ رمضان غار حرا میں۔ چوتھی بار شب معراج میں اور پانچویں ثابت نہیں، شاہ عبدالعزیزؒ نے تفسیر سورہ الم انشراح میں اس کے متعلق نکتہ لکھا ہے کہ پہلی بار کا شق کرنا اس لئے تھا کہ آپ کے دل سے حب لہو ولعب جو لڑکوں کے دل میں ہوتی ہے نکال ڈالیں۔ اور دوسری بار اس لئے کہ جوانی میں آپ کے دل میں رغبت ایسے کاموں کی جو بمقتضائے جوانی خلاف مرضی الٰہی سرزد ہوتی ہیں نہ رہے۔ اور تیسری بار اس لئے کہ آپ کے دل کو طاقت مشاہدہ عالم ملکوت اور لاہوت کی ہو۔ (۱۳)

قدوم مدینہ طیبہ کے بعض اہم متفرق واقعات

واقعہ (الف)

مدینہ طیبہ میں تشریف کے بعد عبداللہ بن سلامؓ جو یہود کے ایک بہت بڑے عالم تھے آپ سے ملاقات کے لیے آئے اور آپ ﷺ سے تین سوالات کیے اور جوابات صحیح پا کر ایمان لے آئے۔ (۱۴)

تین سوالات یہ تھے۔

۱۔ قیامت کی پہلی نشانی کیا ہو گی۔

۲۔ جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہو گا۔

۳۔ بچہ اپنے ماں باپ کے مشابہ کیوں ہوتا ہے اور ساتھ یہ بھی کہا تھا کہ اس کا جواب نبی ہی دے سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے ان کے جوابات دیئے تو فوراً مسلمان ہو گئے۔

واقعہ (ب)

مدینہ طیبہ میں بئرِ رومہ کے نام سے ایک کنواں تھا جس کا پانی شیریں تھا اور دوسرے کنوؤں کا پانی کھاری تھا اور اس کا مالک ایک یہودی تھا وہ پانی بیچا کرتا تھا اس سبب سے مسلمانوں کو پانی کی تکلیف تھی جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بئر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے ڈول اس میں جاری کر دے اس کے لئے جنت ہے حضرت عثمانؓ نے اس کنوئیں کو خالص اپنے مال سے خرید لیا اور وقف کر دیا۔ (۱۵)

آپ ﷺ کے حقوق جو امت کے ذمہ ہیں

آپ ﷺ کے حقوق میں جو امت کے ذمہ ہیں جن میں اُم الحقوق محبت و متابعت فی الاصول والفروع ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص مومن نہ ہو گا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (۱۶) اگر میری مرضیات اور دوسروں کی مرضیات میں فرق ہو تو جس کو ترجیح دی جائے اسی کے محبوب تر ہونے کی یہ علامت ہو گی۔ (۱۷)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری تمام امت جنت میں داخل ہو گی مگر جس نے میرا کہنا قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہیں کیا فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے قبول نہیں کیا (۱۸) صحابہؓ کے اس سوال سے معلوم ہوا کہ یہ اباء مخصوص بہ کفر نہیں ہے ورنہ اس میں کونسا خفاء تھا پس آپ ﷺ کے اتباع نہ کرنے کو اباء سے تعبیر فرمایا گیا اس سے متابعت کا

وجوب ثابت ہوا۔(۱۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا(۲۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سے محبت کی علامت آپ ﷺ کی سنت سے محبت ہے اور آپ ﷺ کی محبت جنت کی کنجی ہے اور حضور ﷺ کی معیت کا بھی سبب ہے۔

آپ ﷺ پر درود شریف بھیجنے کی فضیلت

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن میرے ساتھ سب آدمیوں سے زیادہ قرب رکھنے والا وہ ہوگا جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا ہوگا۔(۲۱) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت سے ملائکہ زمین میں سیاحت کیا کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ کو پہنچاتے ہیں۔(۲۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔(۲۳) اس حدیث کی تشریح میں محدثین نے لکھا کہ آپ ﷺ کا نام مبارک سن کر اوّل بار درود پڑھنا واجب ہے پھر مکرر اسی مجلس میں اگر ذکر ہو تو مستحب ہے۔(۲۴)

ابو طلحہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ ﷺ کے رب کا ارشاد ہے کہ آپ ﷺ پر جو شخص درود بھیجے گا میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور جو شخص سلام بھیجے گا اس پر دس سلام بھیجوں گا۔(۲۵)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر درود شریف کے کسی صیغہ میں صلوٰۃ وسلام دونوں ہوں تو اس کے ایک بار پڑھنے سے بیس عنایتیں حق تعالیٰ کی ہوتی ہیں مثلاً **اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ**۔ حکمت یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے امت پر بے شمار احسانات ہیں کہ آپ ﷺ نے صرف تبلیغ مامور بہ ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ ان کی اصلاح کے لئے تدبیریں سوچیں ان کے لئے رات بھر کھڑے ہو کر دعائیں کیں ان کے احتمال مضرت سے دلگیر ہوئے بہرحال آپ ﷺ محسن بھی ہیں اور واسطۂ احسان بھی، پس اس حالت میں مقتضا فطرت سلیمہ کا یہ ہوتا ہے کہ ایسی ذات کے واسطے دعائیں نکلتی ہیں خصوصاً جب کہ مکافاۃ بالمثل نہ ہو سکے اور ہمارا عاجز ہونا اس مکافات سے ظاہر ہے کیونکہ ان نعماء کا افاضہ غیر نبی سے نبی پر ناممکنات سے ہے اور دعاء رحمت سے بڑھ کر کوئی دعا نہیں اور اس میں بھی رحمت خاصہ کاملہ کی دعا جو کہ مفہوم ہے درود کا اس لئے شریعت نے اسی فطرۃ سلیمہ کے مطابق درود شریف کا امر کہیں وجوباً کہیں استحباباً فرمایا ہے۔(۲۶)

در المختار میں ہندیہ سے نقل کیا ہے کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی جتلانا مقصود ہے یا چوکیدار جگانے کے لئے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنے کے وقت اس غرض سے درود پڑھنا کہ لوگوں کو اس کے آنے کی اطلاع ہو جائے تو لوگ کھڑے ہو جائیں یا اس کے لئے جگہ کر دیں یہ سب مکروہ ہے اور در مختار میں اس کو حرام کہا ہے۔(۲۷)

فائدہ: ردالمختار میں حرام کی تفسیر مکروہ تحریمی سے کی ہے حاصل یہ ہے کہ درود شریف عبادت ہے اور عبادت کو امر شرعی کے موافق کرنا چاہیے اور ان اغراض کے لئے اس کا پڑھنا قواعد شرع کے خلاف ہے اس لئے ممنوع ہو گا اور ادب کے بھی خلاف ہے۔(۲۸)

کثرۃ الازواجِ لصاحب المعراج کی وجہ تسمیہ

کتاب لکھنے کی دو وجوہات سامنے آتی ہیں ایک یہ کہ مستشرقین جو کہ نعوذ باللہ تعدد ازواج کو خواہشات پرستی کہتے ہیں ان کا باخوبی جواب مقصود تھا کہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنی ۲۵ سالہ جوانی کی عمر میں ۴۰ سالہ بیوہ عورت سے نکاح فرمایا اور اپنی پہلی بیوی خدیجہ الکبریٰؓ کی موجودگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا حضرت عائشہؓ کے علاوہ باقی تمام ازواجِ مطہرات بیوہ یا پھر مطلقہ تھیں سیرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر پاکیزہ ذہن کے ساتھ تھوڑے سے مطالعہ سے بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ تعدد ازواج میں رہنمائے امت اور اشاعت دین کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔

اسی طرح ہر انسان کی زندگی کے دو پہلو ہوا کرتے ہیں۔ کسی کی عملی حالت کا اندازہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان دونوں رخوں کو بے نقاب کیا جائے ورنہ اس کے متعلق کسی صحیح نتیجہ پر پہونچنے کی امید کرنا امر لا حاصل ہوا کرتا ہے وہ دو پہلو یہ ہیں ایک بیرونی زندگی اور دوسری خانگی زندگی۔ بیرونی زندگی جو انسان لوگوں کے سامنے بسر کرتا ہے اس حصہ کے متعلق ہر انسان کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے بکثرت شواھد دستیاب ہو سکتے ہیں۔ دوسرا پہلو انسانی زندگی کا وہ ہے جسے خانگی زندگی کے نام سے موسوم کیا ہے یہ حیات انسانی کا وہ اہم حصہ ہے جس سے ایک انسان کی اخلاقی حالت کا صحیح پتہ چل سکتا ہے ہر فرد گھر کی چار دیواری کے حالات خانہ داری کے نشیب و فراز اہلیہ کے تعلقات اور دیگر راز و نیاز کی باتوں کو پردہ راز میں رکھنا چاہتا ہے کس وجہ سے؟ اس لئے کہ وہ انسانی کمزوریوں کا نقشہ پیش کرنے سے خائف ہے اور اسکی زندگی کا یہ پہلو افراط و تفریط کا ایک کمزور مجموعہ ہوا کرتا ہے۔ پس ایسی صورت میں دنیا کے ہر انسان کی صحیح زندگی کا اندازہ کرنے کے لئے جو سب سے بہتر کسوٹی ہو سکتی ہے وہ یہی کہ اس کے خانگی حالات بھی دنیا کے سامنے اُسی آب و تاب کے ساتھ پیش ہو سکیں جس طرح اس کی پبلک لائف عوام کے روبرو موجود ہو۔

پس دنیا کے انسان کامل اللہ کے برگزیدہ رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ نبیوں کے سردار اور کائنات عالم کے مختار (یعنی منتخب) کی حیات طیبہ کا ہر ہر لمحہ بہ تمام و کمال دنیا کے روبرو پیش کیا گیا۔ آپ کی پبلک لائف اور پرائیویٹ لائف دونوں زندگیوں کے حالات دنیا کو معلوم ہو رہے تا کہ عاشقان حق کے قلوب پر آپ کی عظمت و صداقت کا سکہ جم جائے عاشقان صادق اپنی زندگی کے لمحوں کو اس الٰہی سانچے میں ڈھال سکیں اور آنے والی نسلیں آپ کی عملی زندگی کو اپنا دستور العمل بنا سکیں۔(۲۹)

ازواج مطہراتؓ

نمبر ا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ نمبر ۲۔ حضرت حفصہؓ۔ نمبر ۳۔ حضرت سودہ بنت زمعہؓ۔ نمبر ۴۔ حضرت ام سلمہؓ۔ نمبر ۵۔ حضرت زینب بنت جحشؓ۔ نمبر ۶۔ حضرت جویریہؓ۔ نمبر ۷۔ حضرت ام حبیبہؓ۔ نمبر ۸۔ حضرت

صفیہؓ۔ نمبر ۹۔ حضرت میمونہؓ۔ نمبر ۱۰۔ حضرت خدیجہ الکبریٰؓ۔ نمبر ۱۱۔ حضرت زینب بنت خزیمہؓ۔ حضرت خدیجہؓ کا زمانہ تعدد ازواج کا نہ تھا اور حضرت زینب بنت خزیمہؓ نکاح کے دو مہینے بعد وفات فرما گئیں۔(۳۰)

طہارت وعبادت کے معاملے میں ازواجِ مطہرات سے راہنمائی

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل جنابت کرتے تھے۔(۳۱) یہاں ایک برتن سے ایک وقت میں پانی لے کر میاں بیوی کے غسل کرنے کا جواز ثابت ہوا اس سے حیا کی حد ثابت ہوتی ہے کہ باہم میاں بیوی میں نہ اتنا تکلف ہونا چاہیے کہ بدن کے جس حصہ کو چھپانے میں تنگی ہے اُس کو ایک دوسرے سے چھپانے کی کوشش کرے اور نہ اتنی بے حجابی ہونی چاہیے کہ جس حصہ کا چھپانا آسانی سے ممکن ہے اُس کو ظاہر کرے۔(۳۲) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (مسجد میں) اعتکاف فرماتے تھے اور مسجد سے اپنا سر مبارک میری طرف (حجرہ میں) نکال دیتے تھے آپ کا سر دھو دیتی تھی اور میں حالت حیض میں ہوتی تھی۔(۳۳) اس سے ثابت ہوا کہ مسجد سے سر باہر نکال دینے سے اعتکاف میں خلل نہیں آتا اور معلوم ہوا کہ حائضہ سے ایسی خدمت لینا جائز ہے۔(۳۴)

ازواجِ مطہراتؓ کا حسن اتفاق

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ حالت جنابت میں سونے کا ارادہ فرماتے تو (سونے سے پہلے) نماز کا سا وضو فرما لیتے اور جب (اُسی حالت میں) کھانے پینے کا ارادہ فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھ دھو لیتے پھر اگر چاہتے تو کھا پی لیتے۔(۳۵) ظاہر ہے کہ جنابت کی حالت کا علم جیسا بیوی کو ہو سکتا ہے دوسروں کو نہیں ہو سکتا پھر اُس کے متعلق جو سنت فعلی ہو وہ بھی اسی طرح دوسروں کے ذریعہ سے معلوم نہیں ہو سکتی اور یہ سنت وضو سونے کے قبل مستحب ہے۔ مؤکد نہیں۔(۳۶)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت میمونہؓ کے گھر میں بیمار ہو گئے تو آپ نے اپنی بیویوں سے اس کی اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپ کی تیمار داری کی جائے اُن سب نے اجازت دے دی۔(۳۷) اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ حضور اقدس ﷺ بیویوں کے پاس رہنے میں عدل فرماتے تھے اگرچہ ایک قول میں آپ پر عدل واجب نہ تھا دوسرے یہ کہ اگر شوہر ایک کی باری میں دوسری کے گھر رہنا چاہے تو باری والی سے اجازت حاصل کرے تیسرے یہ کہ بیوی کو بھی مناسب ہے کہ ایسے امور میں شوہر کی راحت کی رعایت کرے۔(۳۸) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے سامنے (لیٹی) ہوتی تھی۔(۳۹) اس سے یہ مسئلہ بھی عملاً منکشف ہو گیا کہ عورت کے سامنے ہونے سے نماز میں نقصان نہیں آتا۔(۴۰)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھ سے) فرمایا کہ مجھ کو مسجد سے چٹائی (اوٹھا کر) دے دو۔ میں نے عرض کیا میں حائضہ ہوں فرمایا تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں (تو) نہیں۔(۴۱) مطلب یہ ہے کہ مسجد میں حائضہ کو داخل ہونا جائز نہیں اگر داخل ہوئے بغیر صرف مسجد کو ہاتھ لگ جائے تو کچھ حرج نہیں

جیسا اگر بغیر داخل ہوئے مسجد کو پاؤں لگ جائے تب بھی کچھ حرج نہیں اور اگر کوئی ہاتھ کے بل مسجد میں داخل ہو جائے تو یہ جائز نہیں غرض اصل منہی عنہ دخول ہے نہ کہ لمس۔(۴۲)

نبی ﷺ کا حسن معاشرت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ محمد ﷺ کے گھر والوں پر ایک ایک مہینہ (کامل) گذر جاتا تھا جس میں آگ بھی نہ جلاتے تھے (یعنی کھانا نہ پکتا تھا) بجز خرما اور پانی کے کچھ نہ ہوتا تھا البتہ اگر کہیں سے گوشت آ گیا (تو اُس کے پکانے کے لئے آگ جلانا پڑتی تھی)(۴۳) یہ راز بیویوں کے علاوہ کون جان سکتا ہے ؟ اور ضرورت اس کے جاننے کی دو وجہ سے ہے ایک آپ کے زہد کا معلوم ہونا دوسرے اس زہد میں آپ کا اتباع کرنا۔(۴۴) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حبشی لوگ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (ہتھیاروں سے) کھیل رہے تھے میں آپ کے کندھے کے اوپر سے (ان کا کھیل دیکھنے کے لئے) جھانکنے لگی آپ نے اپنے کندھون کو جھکا دیا پس میں آپ کے کندھے کے اوپر سے دیکھتی رہی یہاں تک کہ میرا جی بھر گیا۔ پھر میں (گھر میں) لوٹ گئی۔(۴۵)

حضرت عائشہؓ اُس وقت کم عمر تھیں اور عورت کا مرد کی طرف نظر کرنا جبکہ دیکھنا مقصود بھی نہ ہو اور کوئی فتنہ بھی مظنون نہ ہو مباح ہے اور چونکہ اس کے عکس میں فتنہ غالب ہے اس لئے بلاضرورت شدید جائز نہیں اور یہ کھیل محض کھیل نہ تھا فن سپہ گری کی مشق ہے جس کا کفار کے مقابلہ کی آمادگی کے لئے حکم ہے۔(۴۶)

حضرت عائشہؓ سے روایت سے انہوں نے فرمایا مجھ کو کسی عورت پر اتنا رشک نہیں ہوا جس قدر حضرت خدیجہؓ پر ہوا حالانکہ وہ میرے نکاح سے تین سال پہلے وفات پا چکی تھیں (یعنی جمع ہونا سبب رشک کا نہ تھا بلکہ) وجہ یہ تھی کہ میں آپ کو اُن کا ذکر کرتے ہوئے سُنا کرتی تھی اور (منجملہ اُس ذکر کے ایک ذکر یہ تھا کہ) آپ کو آپ کے پروردگار عزوجل نے یہ حکم دیا تھا کہ خدیجہؓ کو ایک مجوف موتی کے گھر کی بشارت دیں جو جنت میں ہو گا اور (نیز) آپ (کبھی) بکری ذبح فرماتے پھر اُس میں سے حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں میں بھیجا کرتے۔(۴۷)

یہ رشک ظاہراً طبعی تھا جس پر کوئی ملامت نہیں خصوصاً سوک کے رشتہ میں عورت فطرۃً مغلوب ہو جاتی ہے اور اگر رشک عقلی تھا تب بھی اُن کے ضرر کی تمنا نہ تھی بلکہ اپنے نفع کی طالب نہیں سو ایسا رشک محمود ہے خصوصاً جب منشاء اس کا حضور اقدس ﷺ کی محبت اور آپ کی توجہ و عنایت کی حرص ہو اور یہاں کسی دوسرے منشا کا احتمال ہی نہیں سب جانتے ہیں کہ یہاں نہ مال تھا نہ دولت تھی۔(۴۸)

رات اور سفر کے وقت معاملات نبوی ﷺ:

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب آپ پر نیند کا غلبہ ہوتا (اور وقت پر آنکھ نہ کھلتی) یا مرض کا غلبہ ہوتا (اور اوٹھنے کی قدرت نہ ہوتی) اور (عذر مذکور کے سبب) شب کو نماز نہ پڑھتے تو دن میں بارہ رکعت پڑھ لیتے تھے۔(۴۹)

ایسے حالات کی اطلاع جس بے تکلفی سے بیوی کو ہو سکتی تھی عادتاً دوسرے خادم کو نہیں ہو سکتی کیونکہ خدام کو اکابر سے اتنا قرب عادت کے خلاف ہے اور یہ ایک واضح دلیل ہے صدق و حقانیت کی کہ ایسے حالات کو بھی جو بادی النظر میں درجہ کمال سے متنزل ہیں مخفی نہیں رکھا گیا اور ظاہر ہونے سے خاص احکام کی تحقیق ہو گئی چنانچہ اس سے جو حکم

ثابت ہوا وہ ظاہر ہے کہ شب کے ناغہ کا بدل دن کو مطلوب ہے اور ظاہراً اس سے تہجد کی بارہ رکعت ثابت ہوتی ہیں۔(۵۰)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (سفر میں) تشریف لے جاتے (اور کسی بیوی کو بھی ہمراہ لے جانا چاہتے) تو (اس بیوی کی تعیین کے لئے) بیویوں میں قرعہ ڈالتے تھے (جن کا نام نکل آتا اس کو ساتھ لے جاتے)۔(۵۱)

اس حدیث سے حضور اقدس ﷺ کی غایت دلجوئی اور رعایت بیویوں کی ظاہر ہے کیونکہ سفر میں عدل واجب نہیں اس لئے زوجات متعددہ میں سے جس کو دل چاہے ہمراہ لے جانا جائز ہے اور یہ حکم اپنے محل میں دلیل سے سب کے لئے ثابت ہو چکا ہے پھر باوجود اس کے اُن کی دلشکنی کے رفع کرنے کے لئے قرعہ کی صورت اختیار کرنا یہ نہایت درجہ کی شفقت ہے اور قرعہ کا حکم یہ ہے کہ جس جگہ قرعہ کے تعیینِ حق کی اجازت ہو وہاں قرعہ جائز ہے جیسے حاکم یا حَکَم دو شخصوں میں مکان مشترک تقسیم کرے تو اُس کو بغیر قرعہ کے بھی حق حاصل ہے کہ ایک کو ایک طرف سے دے دے دوسرے کو دوسری طرف سے مگر رفع شبہ کے لئے قرعہ مستحب ہے، اور جس جگہ قرعہ کے بغیر تعیین جائز نہ ہو وہاں قرعہ سے جائز نہیں جیسے ایک مکان میں دو شخصوں کا نزاع ہو اور ہر شخص اپنے مالک ہونے کا مدعی ہو یہاں قرعہ سے مالک کی تعیین جائز نہیں بلکہ قانون شرعی سے فیصلہ کرنا واجب ہے۔(۵۲)

نبی ﷺ نے میانہ روی کو پسند فرمایا

حضرت عروہؓ روایت کرتے ہیں کہ عثمان بن مظعونؓ کی بیوی جن کا نام غالباً خولہ بنت حکیمؓ ہے حضرت عائشہؓ کے پاس اس حال میں آئیں کہ وہ میلی کچیلی تھیں حضرت عائشہؓ سے اُن سے پوچھا تمہاری کیا حالت ہے اُنہوں نے کہا میرے شوہر رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن کو روزہ رکھتے ہیں (تو زینت کس کے لئے کروں) پھر حضور اقدس ﷺ تشریف لے آئے حضرت عائشہؓ نے آپ سے اس کا ذکر کیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ حضرت عثمانؓ سے ملے اور فرمایا اے عثمان ہمارے لئے رہبانیت نہیں تجویز کی گئی کیا تمہارے لئے میرے اندر اقتداء نہیں (یعنی کیا میرا اقتداء نہیں کرتے) واللہ تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والا ہوں (اور باوجود اس کے بیویوں سے بے تعلق نہیں ہوں)۔(۵۳)

اگر حضرت عائشہؓ نہ ہوتیں ایسا مخفی راز حضور ﷺ کے سامنے کون پیش کرتا اور اس سے متعلق حکم کیسے معلوم ہوتا۔(۵۴)

اصلاحِ اُمت اور ذاتِ رسول ﷺ:

لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ۝ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰيَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِيْنَ ۔(۵۵)

"شاید آپ ان کے ایمان نہ لانے پر اپنی جان دے دیں گے اگر ہم چاہیں تو ان پر آسمان سے ایک بڑی نشانی نازل کر دیں پھر ان کی گردنیں اس نشانی سے پست ہو جائیں"۔

اور یہ لوگ جو اس پر ایمان نہیں لاتے تو آپ اتنا غم کیوں کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے) شاید آپ اُن کے ایمان نہ لانے پر (تاسف کرتے کرتے) اپنی جان دے دیں گے (اصل یہ ہے کہ یہ عالم ابتلاء ہے اس میں حق کے اثبات پر وہی دلائل قائم کیے جاتے ہیں جن کے بعد بھی ایمان لانا عبد کے تحت اختیار میں رہتا ہے۔ ورنہ) اگر ہم (الجاء واضطرار اً اُن کو مومن کرنا) چاہیں تو اُن پر آسمان سے ایک (ایسی) بڑی نشانی نازل کر دیں (کہ اُن کا اختیار ہی بالکل سلب ہو جائے) پھر اُن کی گردنیں اس نشانی (کے آنے) سے پست ہو جائیں (اور بالاضطرار مومن بن جائیں لیکن ایسا کرنے سے ابتلاء باقی نہ رہے گا اس لیے ایسا نہیں کیا جاتا اور امر بین القدر والجبر رہتا ہے۔(۵۶) اللہ رب العزت نے مخلوقات میں سے انسان اور جنات کو یہ اختیار بخشا کہ چاہے تو وہ اللہ اور اُس کے رسول کے احکام کے پابند ہو کر زندگی گزاریں یا پھر اس کے برعکس یعنی نافرمانی والی زندگی گزاریں۔

ذات رسول ﷺ رحمت عامہ ورحمت خاصہ

ارشادِ ربانی ہے۔" رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (۵۷) اور بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" (۵۸)۔ پس رحمة للعالمین میں حضور ﷺ کی رحمت عامہ کا ذکر ہے اور بالمؤمنین رؤفٌ رحیم میں رحمت خاصہ کا جو مؤمنین کے ساتھ خاص ہے جس کا ثمرہ ہے رضاء حق و قرب حق و نجات ابدی کہ یہ صرف مسلمانوں کے لیے ہے کفار کو اس سے حصہ نہیں ملے گا۔ اے صاحبو! اس تقریب سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ کہ آپ ﷺ کو ہم ناکاروں سے کتنی محبت ہے تو اب تو طبعاً بھی آپ ﷺ سے محبت کرنا لازم بلکہ آپ کے احسانات کا تو مقتضا یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ کو بھی آپ لوگوں سے محبت نہ ہوتی۔ تب بھی حضور ﷺ کی محبت آپ کے ذمہ فرض تھی کیونکہ حضور تو محسن ہیں سو محسن کے ذمہ محسن الیہ کی محبت ضروری نہیں ہوا کرتی لیکن محسن الیہ کے ذمہ محسن کی محبت بوجہ اس کے احسان کے ضروری ہوتی ہے مگر حضور ﷺ کو ہم سے اس قدر محبت ہے کہ آپ لوگوں کو اس قدر نہیں بلکہ ہماری محبت جس قدر بھی ہے یہ بھی حضور ﷺ ہی کی محبت کا پرتو ہے اول حضور ﷺ کو ہم سے محبت ہوئی پھر آپ ﷺ کی کشش سے ہم کو آپ کے ساتھ محبت ہوئی۔ چنانچہ مشہور مقولہ ہے:

عشق اول در دل معشوق پیدا مے شود (عشق پہلے معشوق کے دل میں پیدا ہوتا ہے)

اگر از جانب معشوق نباشد کششے طلب عاشق بیچارہ بجائے نہ رسد

(اگر معشوق کی جانب کچھ کشش نہ ہو تو بیچارہ کی طلب کمال کو نہیں پہنچ سکتی)

اور راز اس کا یہ ہے کہ محبت ہوتی ہے معرفت سے اور ہم کو آپ کی معرفت کامل نہیں اور آپ کو ہماری معرفت کامل ہے ہم نے تو صرف حضور ﷺ کے کچھ کمالات مجملاً سن لیے حضور ﷺ سے محبت ہو گئی مگر ان کمالات کی کنہ حقیقت نہیں سمجھتے۔(۵۹)

کفار محسنین اور سیرتِ طیبہ

کتب حدیث میں یہ واقعہ وارد ہے کہ جب غزوہ بدر میں مسلمانوں کو غلبہ ہوا اور بہت سے کفار مارے گئے اور بہت سے قید ہو کر آئے تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لو کان مطعم بن عدی حیاء کلمنی فی هؤلاء النتنیٰ لترکتهم له (۶۰)

کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور ان گندہ کفار کی بابت گفتگو کرتے تو میں ان کی خاطر چھوڑ دیتا۔

بعض روایتوں میں ہے **کان یشکرلہ** کہ حضرت ﷺ ان کی شکر گزاری کے لئے ایسا فرماتے تھے کیونکہ جس وقت حضور ﷺ مکہ معظمہ سے طائف تشریف لے گئے کہ شاید وہاں کے باشندے مسلمان ہو جائیں اور وہاں تکالیف سے نجات ملے۔ وہاں کے لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھ نہایت گستاخانہ سلوک کیا تو آپ ﷺ بد دل ہو کر مکہ معظّمہ واپس تشریف لائے اور مطعم بن عدی کو اطلاع فرمائی کہ اگر اہل مکہ مجھے امن دیں تو شہر میں آؤں ورنہ کسی دوسری جگہ چلا جاؤں۔ اس وقت مطعم بن عدی نے اہل مکہ سے کہا کہ محمد ﷺ کو میں نے پناہ دی خبر دار کوئی ان کو ہاتھ نہ لگائے چنانچہ اس وقت ہجرت مدینہ تک حضور ﷺ مطعم بن عدی کی پناہ کی وجہ سے مکہ میں تشریف فرما رہے ان کی اس ہمدردی کا ہمیشہ حضور ﷺ شکریہ ظاہر فرماتے تھے۔(٦١)

ذاتی خدمت میں کوتاہی کے باوجود حضور ﷺ ناراض نہ ہوتے

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی مگر آپ نے کسی بات پر یہ نہیں فرمایا کہ یہ کیوں ہوا اور یوں کیوں نہیں ہوا۔(٦٢) حضرت انسؓ حضور ﷺ کی خدمت میں آئے ہیں تو ان کی عمر دس سال کی تھی بالکل بچے تھے وہ کہتے ہیں کہ بعض دفعہ حضور ﷺ مجھے کسی کام کا حکم دیتے ہیں کہ یہ کام کر لو تو یہ زبان سے کہہ دیتے کہ میں تو نہ کروں گا مگر دل میں ارادہ ہوتا تھا کہ ضرور کروں گا۔ آپ ﷺ اس پر بھی برا نہ مانتے تھے بعض دفعہ کسی کام کو جاتے اور راستہ میں کھیلنے لگتے اور اتفاقاً حضور ﷺ کا گزر ہوتا تو آپ ﷺ ان کے کان پکڑ کر فرماتے کہ تم تو کہتے تھے میں جاؤں گا یہ ہنس کر عرض کرتے یا رسول اللہ ابھی جاتا ہوں(٦٣)

غرض کسی بات پر آپ ﷺ غصہ نہ کرتے تھے۔ اس کا راز وہی ہے کہ آپ ﷺ کی نظر ہر وقت خدا پر تھی، مخلوق پر نہ تھی اس لیے آپ کو کسی کے فعل سے رنج نہ ہوتا تھا مگر یہ برتاؤ ذاتی خدمت کے متعلق تھا جن کا تعلق خاص آپ کی ذات سے تھا امور شرعیہ کے بارے میں یہ برتاؤ نہ تھا کیونکہ احکام شرعیہ کی مخالفت پر تو آپ کو اتنا غصہ آتا تھا کہ کوئی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ یہی شان اہل اللہ کی ہے غرض اللہ تعالیٰ آپ صاحبوں کے واسطے ایسی زندگی چاہتے ہیں کہ جس میں راحت ہی راحت ہو، رنج کا نام نہ ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نور ایمان کو کامل کیا جائے۔(٦٤)

نبی ﷺ کا یہ مزاج تھا کہ اپنی ذات کی وجہ سے کبھی کسی سے ناراض نہ ہوتے، اپنے خدام سے بھی ناراض نہ ہوتے، جب بھی نبی ﷺ کو غصہ آیا وہ احکام شرعیہ کی مخالفت پر آیا۔

خلاصہ بحث

بلاشبہ مولانا کی سیرت پر مستقل کتب نشر الطیب اور کثرۃ الازواج اپنے مضامین کے لحاظ سے بلند پایہ اور جامعیت واختصار میں اپنی مثال آپ ہیں اسی طرح موصوفؒ نے اپنی دوسری اُمہات الکتب میں بھی سیرت نبوی ﷺ کے پہلوؤں کو بڑی عمدگی کے ساتھ بیان کیا ہے ان کا اسلوبِ سیرت عام روایتی سیرت نگاروں سے الگ تھلگ نظر آتا ہے۔ موصوف کی سیرت نگاری حکمت و بصیرت اور فقیہانہ مزاج کی آئینہ دار ہے فقہ السرۃ کے اسلوب سے قاری کے لیے روایات و واقعات سیرت کی غرض و غایت کو سمجھنا آسان ہوتا ہے ایک معلم وواعظ میں یہ خوبی ہونی چاہیے کہ جس موضوع

پر بات کر رہا ہو وہ سامعین اور قارئین کو صحیح معنی میں سمجھ آجائے اور اس موضوع کی اہمیت ان کے دل و دماغ میں نقش ہو جائے انسانی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ انسان جس چیز کی اہمیت کو اپنے دل و دماغ میں جگہ دے دیتا ہے اس پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ یقیناً یہی اندازِ بیان و تحریر موصوفؒ کی تقریروں اور تحریروں میں نمایاں نظر آتا ہے کہ عوام الناس کو ذاتِ رسالت مآب ﷺ کی طرف ترغیب و تشویق اور حکمت کے ساتھ متوجہ کرنا ہے۔ سیرتِ محمد ﷺ ہی امت کا مرکزی محور ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حواشی و حوالہ جات

(۱) ابن کثیر، الامام، علامہ عماد الدین اسماعیل، **سیرۃ سرور انبیاء**، مترجم، غلام احمد حریری، (مکتبہ منشی علم الدین، ۳۔ زیڈ مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد، ۱۹۹۴ء)، ص ۳

Ibn Kathīr, Al-Imam, Allama Imād-ud-Dīn Islmail, ***Sīrat Sarwar Anbiyā***, Mutarajim, ***Ghulām Ahmad Harīrī***, (Maktaba Munshī Ulam-ud-Dīn, 3. Z Medina Town, Faisalabad, 1994), 3.

(۲) سیوہاروی، ابو القاسم، محمد حفظ الرحمٰن، **رسول کریم ﷺ**، (نفیس اکیڈمی، اردو بازار، کراچی، ۱۹۸۶ء)، ۱۰۔

Sīwaharvi, Abul Qāsim, Muhammad Hafzur Rehmān, ***Rasūl Karim*** ﷺ, (Nafis Academy, Urdū Bāzār, Karāchi, 1986), 10.

(۳) الاحزاب ۳۳:۲۱

Al-Ahzāb, 6:33

(۴) آلِ عمران ۳:۳۱

Al-Imrān, 3:31

(۵) رسول کریم ﷺ، ۱۱۔

Rasūl Karīm ﷺ, 11.

(۶) مولانا محمد نعمان، **کتبِ سیرت کا تعارف**، (ادارۃ المعارف، کراچی)، ۲۱۳۔

Mulāna Muhammad Numan, ***Kutb-e-Serat ka taraf***, (Edāratul Mārif, Karāchī), 213.

(۷) رضوی، سید نواب علی، **سیرتِ رسول اللہ ﷺ**، (سیرت بک ڈپو، پٹی، لاہور)، ۱۰۔

Rizvī, Syed Nawab Ali, ***Serat-e-Rasūl ullah*** ﷺ, (Serat Book Depū Pattī, Lahore), 10.

(۸) تھانوی، اشرف علی، **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ**، مقدمہ، (مکتبہ حمیدیہ صدر بازار، راولپنڈی)، ۲۔

Thanvī, Ashraf Alī, ***Nashrattīb fī Zikr-e-Nabi-al-Habib*** ﷺ, Muqadma, (Maktaba Hamidia Sadar Bazār, Rāwalpindī), 2.

(۹) ایضاً، ۳۔

Also, 3.

(۱۰) حلبی، علی بن برہان الدین، **السیرۃ الحلبیہ فی سیرۃ الامین المامون**، **باب ای لان الکافر لایقال انہ**، مختار اللہ، (دار المعرفۃ، بیروت ۱۴۰۰ھ)، ۱:۹۲۔

Halabi, Ali bin Burhan al-Din, ***Al-Sirat al-Halbiyyah fi Sirat al-Amin al-Ma'mun***, Bab i Lan al-Kafir Layqal Anh, Mukhtar Allah, (Dar al-Arafa, Bairut 1400 AH), 1:92.

(۱۱) السیوطی، جلال الدین، الامام، **الخصائص الکبریٰ**، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، سنہ ۱۴۰۵ھ)، ۱:۷۹۔

Al-Suyuti, Jalal al-Din, Al-Ikham, ***Al-Khasis al-Kubra***, Daru-l-Kutb Al-Ilmiya, Bairut, 1405 AH), 1:7.

(۱۲) حلبی، علی بن برہان الدین، **السیرۃ الحلبیہ فی سیرۃ الامین المامون، باب ای لان الکافر لایقال انہ**، مختار اللہ، (دار العرفۃ، بیروت، سنہ ۱۴۰۰ھ)، ۱:۹۲۔

Halabi, Ali bin Burhan al-Din, ***Al-Sirat al-Halbiyyah fi Sirat al-Amin al-Ma'mun,*** Bab i Lan al-Kafir Layqal Anh, Mukhtar Allah, (Dar al-Arafa, Bairut, 1400 AH) 1:92.

(۱۳) **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ**، ۲۶۔

Nashrattib fi Zikr-e-Nabi-al-Habib ﷺ, 26.

(۱۴) **صحیح مسلم**، باب تفصیل نبینا ﷺ، ۴:۱۷۸۲؛ **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ**، ۱۹۱۔

Sahih Muslim, Bab Tafsil Nabiyana ﷺ, 4:1782; ***Nashrattib fi Zikr-e-Nabi-al-Habib*** ﷺ, 191.

(۱۵) **البخاری**، کتاب المناقب، باب حب الرسول ﷺ، ۱:۱۲۔

Al-Bukhari, kitabul Manaqib, Bab Hab al-Rasul ﷺ, 1:12.

(۱۶) **البخاری**، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء بسنن رسول ﷺ، ۹:۹۲۔

Al-Bukhari, kitab Al-Etisam bil Kitab Asunah, Bab Al-Iqtada bi sunani Rasul ﷺ, 9:92.

(۱۷) **البخاری**، کتاب المناقب، باب حب الرّسول ﷺ، ۱:۱۲۔

Al-Bukhari, kitabul Manaqib, Bab Hab al-Rasul ﷺ, 1:12.

(۱۸) **سنن الترمذی**، باب جآء فی فضل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، ۱:۶۱۲۔

Sunan al-Tarimzi, Bab Ja fi Fazl Al-Salati Al-Nabi ﷺ, 1:612.

(۱۹) **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ**، ۲۳۴۔

Nashrattib fi Zikr-e-Nabi-al-Habib ﷺ, 234.

(۲۰) ابو عبد الرحمان، احمد بن شعیب، الامام، سنن النسائی، باب السلام علی النبی ﷺ، **الناشر مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ**، سنہ ۱۹۸۶ء)، ۳:۴۳۔

Abu Abdul Rahman, Ahmad bin Shuaib, Imam, Sunan Al-Nisai, Bab Asalam Alan Nabi ﷺ, ***Al-Nashir Maktaba al-Matbuat Al-Islamia***, 1986), 3:43.

(۲۱) **سنن الترمذی**، باب صلوٰۃ والسلام، ۵:۵۵۰۔

Sunan Al-Tirmizi, Bab Salat-o-Salam, 5:550.

(۲۲) **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ**، ۲۳۴۔

Nashrattib fi Zikr-e-Nabi-al-Habib ﷺ, 234.

(۲۳) **سنن نسائی**، باب الفضل فی الصلوٰۃ علی النبی ﷺ، ج ۳، ص ۵۰

Sunan Nasa'i, Bab Al-Fazl fi Salat Alan Nabi ﷺ, 3:50.

(۲۴) **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب** ﷺ، ۲۳۶۔

Nashrattib fi Zikr-e-Nabi-al-Habib ﷺ, 236.

(۲۵) ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، ابو الفداء، **السیرۃ النبویہ**، (والنشر والتوزیع)، ۱:۲۰۷۔

Abn Kasir, Ismail bin kasir, Abu Alfeda ***Al serah Alnabvia***, (wanshar watuzia), 1:27.

(۲۶) **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب** ﷺ، ۲۳۶۔

Nashrattib fi Zikr-e-Nabi-al-Habib ﷺ, 236.

(۲۷) شامی، محمد امین بن عمر، ابن عابدین، **ردالمختار**، فروع قرآۃ بالفارسیۃ اوالنوراۃ، (الناستر دارالفکر، بیروت، ۱۹۹۲ء)، ۱: ۵۱۸۔

Shami, Muhammad Amin bin Umar, Abn Abidin, ***Rad ul makhtar***, Fro qirat bilfa rsia Awinurat, (Al nashir Darul fikr, Bairut, 1992) 1:518.

(۲۸) **نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب** ﷺ، ۲۳۹۔

Nashrattib fi Zikr-e-Nabi-al-Habib ﷺ, 239.

(۲۹) تھانوی، اشرف علی، مولانا، **کثرۃ الازواج لصاحبِ المعراج**، الابقاء، محمد عثمان تاجر کتب، دہلی، ۲،۳۔

Thanvi, Ashraf Ali, Maulana, ***Kasratul-Azwaj-li Saheb-e-Maraj***, (Al-Abqa Muhammad Usman Tajir Kutb, Delhi), 2-3.

(۳۰) ایضاً، ۷۔

Also, 7.

(۳۱) **البخاری**، کتاب الغسل، باب غسل الرجل مع امرأۃ، ۱:۵۹۔

Al-Bukhari, Kitabul Ghusl, Bab Ghusl Al-rajul ma Imrat, 1:59.

(۳۲) **کثرتِ الازواجِ لصاحب المعراج**، ۱۰۔

Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 10.

(۳۳) **البخاری**، کتاب الحیض، باب غسل الحائض رأس زوجھا، ۱:۶۷۔

Al-Bukhari, Kitabul Haydh, Bab Ghusl Al-Haiz Rasa Zojiha, 1:67.

(۳۴) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۱۶۔

Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, p: 16.

(۳۵) **مسند احمد**، مسند الصدیقہ عائشۃ بنت الصدیق، ۴۱:۴۲۴۔

Musnad Ahmad, Musnad al-Sadiqah Aysha bint al-Sadiq, 41:424.

(۳۶) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۴۵۔

Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, p: 45.

(۳۷) **مسند احمد**، مسند الصدیقہ عائشۃ بنت الصدیق، ۴:۴۲۴۔

Musnad Ahmad, Musnad al-Sadiqah Aysha bint al-Sadiq, 41:424.

(۳۸) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۱۷۔

Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 17.

(۳۹) **مسند احمد**، مسند الصدیقہ عائشۃ بنت الصدیق، ۴۱:۴۲۴۔

Musnad Ahmad, Musnad al-Sadiqah Aysha bint al-Sadiq, 41:424.

(۴۰) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۲۰۔
Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 20.

(۴۱) **صحیح المسلم**، باب جواز غسل الحائض رأس زوجھا، ۱: ۲۴۴۔
Sahih Al-Muslim, Bab Jawaz Ghusal Al-Haiz Rasa Zojiha, 1:244.

(۴۲) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۲۷۔
Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 27.

(۴۳) **مسند امام احمد بن حنبل**، مسند عائشہ، ۴۰: ۲۸۰۔
Musnad Imam Ahmad bin Hanbal, Musnad Aysha, 40:280.

(۴۴) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۲۹۔
Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 29.

(۴۵) **البخاری**، باب حسن الطعاعۃ مع الاھل، ۷: ۲۸۔
Al-Bukhari, Bab Husnat tamma Ahlehi, 7:28.

(۴۶) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۳۱۔
Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 31.

(۴۷) **البخاری**، کتاب النکاح، باب تزویج النبی ﷺ، خدیجہ، ۵: ۳۸۔
Al-Bukhari, Kitab-ul-Nikah, Bab Tazawaj Al-Nabi ﷺ, Khadijah, 5:38.

(۴۸) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۳۱، ۳۳۔
Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 31-33.

(۴۹) **صحیح مسلم**، باب جمع صلوٰۃ اللیل، ۱: ۵۱۳۔
Sahih Muslim, Bab Jama Salatul Leil, 1:513.

(۵۰) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۵۰۔
Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 50.

(۵۱) **مسند احمد**، باب مسند عائشۃ الصدیقہؓ، ۳: ۷۰۔
Musnad Ahmad, Bab Musnad Aysha Al-Sadiqah, 3:70.

(۵۲) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۴۰۔
Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 40.

(۵۳) **مسند احمد**، باب مسند عائشۃ الصدیقہؓ، ۳: ۷۰۔
Musnad Ahmad, Bab Musnad Aysha tul Al-Sadiqah, 3:70.

(۵۴) **کثرۃ الازواج لصاحب المعراج**، ۶۸۔
Kasratul Azwaj-li-Saheb al-Maraj, 68.

(۵۵) الشعراء ۲۶: ۳-۴
Al-Shura, 26:3-4

(۵۶) تھانوی، اشرف علی، مولانا، **تفسیر بیان القرآن**، (پاک کمپنی، اردو بازار، لاہور) ۷۲۳۔
Thanvi, Ashraf Ali, Mulana, ***Tafsir Biyan Al-Quran***, (Pak Compni Urdu Bazar, Lahore), 723.

(۵۷) الانبیاء۲۱:۱۰۷

Al-Anbia, 21:107

(۵۸) التوبہ ۹:۱۲۸

Al-Tuba, 9:128

(۵۹) تھانوی، اشرف علی، مولانا، **خطبات حکیم الامت**،(ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)،۵:۲۱۰۔

Thanvi, Ashraf Ali, Mulana, ***Khutbat Haki mul umat***, (Idara Talifat Ahrafia, Multan), 5:210.

(۶۰) **البخاری**، باب ما من النبی صلی اللہ علیہ وسلم الاساریٰ، ۴:۹۱۔

Al-Bukhari, Bab Mamin Al-Nabi ﷺ, Alasari, 4:91.

(۶۱) تھانوی، اشرف علی، مولانا، **ملفوظات حکیم الامت**، ۲۳:۱۶۲۔

Thanvi, Ashraf Ali, ***Malfozat Haki mul umat***, 23:62.

(۶۲) **البخاری**، باب حسن الخلق والسخاء، ۲۰:۳۲۴۔

Al-Bukhari, Bab Husnul khulq wasatha, 20:324.

(۶۳) **مسند احمد**، مسند انس، ۲۰:۳۲۴۔

Musnad Ahmad, Musnad Anas, 20:324.

(۶۴) **خطبات حکیم الامت**، ۲۲:۶۵۔

Khutbat Haki mul umat, 22, 65.